(قسط نمبر 6)

ڈاکٹر سید زاہد علی واسطی، ملتان

# ازدواجی تعلقات اور
# شوہر بیوی کے لئے ضروری تنبیہات وہدایات
## (تنبیہ الزوجین)

## دلفریب معاشرہ اور مسلمان مرد و عورت

**مرد اور عورت پر لعنت:**

مسلمان مرد و زن کو ایک دوسرے کیساتھ مشابہت پیدا کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ مرد عورتوں کی طرح اور عورتیں مردوں کی طرح کپڑے نہ پہنیں، نہ ایک دوسرے کی چال ڈھال اپنائیں اور یقین کریں کہ جو عورتیں بال کٹواتی ہیں سر نہیں ڈھکتیں، گریبان کھلے، بغیر چادر یا دوپٹے کے سر بازار گھومتی ہیں۔ مشترکہ محفلوں، میٹنگوں میں اپنے حسن بے محابا کی نمائش کرتی ہیں، وہ طور طریق اختیار کرتی ہیں جو مرد کرتے ہیں، اسی طرح وہ مرد جو عورتوں کی طرح بال بڑھاتے ہیں بالوں کو کندھوں پر لہراتے ہیں یا چوٹیاں باندھتے ہیں عورتوں جیسا لب ولہجہ اختیار کرتے ہیں، ان سب پر لعنت ہے (حدیث صحاح ستہ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ان مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کے ساتھ مشابہت پیدا کرتے ہیں اور ان خواتین پر لعنت فرمائی جو مردوں جیسی شکل وصورت وضع قطع اور اطوار اپناتی ہیں (بخاری، عن عبداللہ ابن عباسؓ)

پاکستان میں رات آٹھ بجے آٹھ مارچ ۲۰۰۲ء کو ٹیلیویژن پر ایک پروگرام پیش کیا گیا تھا، جس میں تین مہمان خصوصی بیٹھی تھیں، یہ تینوں ننگے سر، بال مردوں کی طرح کٹے، ہنس ہنس کر سوال وجواب میں مصروف تھیں، شرکاء مجلس میں دو کے سر پر دوپٹہ تھا، باقی سب خواتین نے ایک سے ایک زیادہ شمع محفل بننے میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی تھی، اس طرح قومی ذرائع ابلاغ، یعنی ٹیلیویژن نے اخلاقی، معاشرتی اقدار کا جنازہ علی الاعلان نکال کر رکھ دیا، اس کا کیا رونا، ٹیلیویژن کے تقریباً ہر ڈرامے، ہر شو میں لڑکے اور لڑکیوں کے محبت آمیز، بے باکانہ گفتگو، مغربی اطوار، بے ہودہ زیب وزینت، والدین کی بے ادبی، بیویوں کے اپنے شوہروں سے سینہ زوری، (یعنی بیباک انداز تکلم، کھلی بغاوت ونافرمانی کے مناظر)

یہ سب کچھ ناظرین بہو اور بیٹیوں پر کس قدر ناپسندیدہ اثرات پھیلا رہے ہیں، اندازہ ہے کچھ؟ مذہب اور

اخلاق سے عاری نسلوں کو کہاں لے جا رہے ہیں، سوچا ہے کچھ؟ حضرات آپ جان لیں کہ یہ سب کرتوت جواں نسل کو تباہی کے دہانے پر پہنچانے میں معاون ہو رہے ہیں:

**مردوں جیسی شکلیں:**

یاد رکھیں کہ لباس کی تراش و خراش، چمک دمک، چال ڈھال، آرائش و زیبائش، مخلوط تعلیم، مردوں کے ساتھ مخلوط تعلیم و ملازمت اور کاروبار، الغرض زندگی کے ہر میدان میں ایک دوسرے کی نقالی کرنے کو اسلام نے ممنوع قرار دیا ہے، اگر آپ مسلمان ہیں تو ایسا مت کریں، دراصل یہ سب کام اسلامی تعلیمات سے روگردانی کا نتیجہ ہیں۔ مغربی تعلیم و افکار نے خواتین کو تباہ کر کے رکھ دیا جب ہی تو سر کے بال کٹوا کر مردوں کی مانند پھرتی ہیں جبکہ حکماً حضورﷺ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا،

ترجمہ: رسول اللہﷺ نے عورتوں کو سر کے بالوں کی تخفیف کرنے سے منع کرایا'' (نسائی عن علیؓ)

سر کے بالوں کو چھوٹے کرا کے مردانہ وضع قطع اختیار کرنے سے نہ صرف عورت کی شرافت پر چوٹ پڑتی ہے بلکہ نسوانیت کا حسن بھی مجروح ہوتا ہے، اور یہ سب نبی اکرمﷺ کے حکم کی کھلی خلاف ورزی ہے۔

ہم صاف صاف کہے دیتے ہیں کہ وہ لوگ جن کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں، بود و باش اختیار کرتے ہیں، جن کی تہذیب و ثقافت کو اپناتے ہیں، ان کی زبان میں بات چیت کر کے فخر سمجھتے ہیں۔ جن کا لباس، پہن کر خود کو مہذب سمجھتے ہیں۔ فکر و نظر میں بھی ان سے علیحدگی گوارا نہیں کرتے۔ ذرا سوچیے کیا اسلام سے تمہارا کوئی واسطہ نہیں؟ صرف نام کے مسلمان ہو!

یہ فرنگیوں کے ڈیڑھ سو سالہ اقتدار کا اثر ہے، کہ ہم نے مغرب کی تہذیب سے مرعوب ہو کر بے حیائی، لباس، طرز معاشرت، میں حکمرانوں کی تقلید کی، عورتیں فخریہ مغربی عورتوں جیسا لباس پہن کر اترانے لگیں، نہ ستر و حجاب کا خیال رہا، نہ حیا کا، نہ کلام و طعام کا۔ گفتگو اور طرز رہائش ان کے نقش قدم پر ڈھلتی چلی گئی، علامہ اقبال جب مغرب میں جا کر رہے تو انہیں اندازہ ہوا۔ اقبال کو پڑھیں جہاں مغربی تہذیب کے متعلق زیادہ تر مخالفت تنقید ہی ملتی ہے۔ محسوس ہوتا ہے کہ اقبال کے رگ و ریشہ میں یہ مخالفت رچی ہوئی ہے۔ سینکڑوں اشعار ایسے ہیں جن میں وہ ایک ضرب اس تہذیب پر رسید کرتے ہیں۔ اور اقبال کو مغربی تہذیب میں خوبی کا کوئی پہلو نظر نہیں آتا، مغربی تعلیم کے بارے میں فرماتے ہیں،

ہم سمجھتے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم
کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ

## مذہبی اور ثقافتی رشتے:

ہمارے ہاں عموماً مذہب اور ثقافت کو دو الگ الگ تہذیبی دائروں میں زیر بحث لایا جاتا ہے' یہ بات درست نہیں۔ ہے ایک طبقہ بیزاری مذہب کے جنون میں ثقافتی امور میں مذہب کے کردار کو تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہے۔ یہ طبقہ تناقض فکر میں مبتلا ہے' اسے مذہب سے والہانہ وابستگی سخت ناگوار گزرتی ہے مگر انہیں ثقافت نام کی چیز کو جنون کی حد تک لگاؤ رکھنے میں اعتراض نہیں ہوتا۔ اس کو ترقیاتی یافتہ ممالک کی نقالی' ان کے اوڑھنے بچھونے کی ہر دلعزیزی' معاشرے میں غیر مذہبی ترویج الغرض ہر ادا بھاتی ہے' یا یوں کہہ لیجئے کہ اس طبقہ نے شعوری یا غیر شعوری طور پر ثقافت کو مذہبی درجہ عنایت کر دیا۔

اس میں سب سے زیادہ مبتلا ہونے والی ہمارے موجودہ نسل کی جوان لڑکے اور لڑکیاں شامل ہو گئیں جن کے ماں باپ پہلے ہی سے کچھ نہ کچھ ایڈوانسمنٹ کے دلدادہ تھے اور کچھ مغربی طرز فکر کے شیدائی اور رسیا تھے۔ ان کی دیکھا دیکھی خربوزے والی مثل کے مصداق' ہم عمر' ہم کلاس خربوزوں نے بھی رنگ پکڑنا شروع کر دیا' اگر آپ ہماری رائے سے متفق نہ ہوں تو اعداد و شمار دیکھئے اور سر دھنئے۔ پاکستان بننے سے پہلے ملک چھوڑ کر یورپ اور امریکہ جا کر آباد ہونے والوں کی تعداد نفی کے برابر تھی' پاکستان بننے کے بعد چار دہائی تک ایک کروڑ میں سے تیرہ ہزار بارہ سو تھی' گزشتہ ڈیڑھ دہائی میں ستائیس ہزار نو سو بیالیس ہے صرف اس لئے کہ وہاں کی چمک دمک نے ان کی آنکھیں خیرہ کر دیں اور اس ہجرت میں خواتین کا کردار بہت غالب ہے' ہم آگے کہیں اس کو بیان کریں گے۔

## گلوبل کلچر:

مغربی میڈیا کی تعلیمات اور ہدایات جس طرح موجود نسل پر اثر انداز ہو رہی ہے اس کا بیان کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے' اس میڈیا کی نقالی میں دین وایمان کے راستے سے آجکل کے پڑھے لکھے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں بہک گئے۔ اور انہوں نے اپنے آپ کو ماڈرن کہلانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں ہونے دیا۔ مغربی میڈیا کی نقالی کر کے خود کو ماڈرن سمجھنے اور کہلانے کا واحد اسلوب یہی سمجھ لیا کہ انگریزی بولو۔ انگریز کی ہر بات کی نقالی کرو' مجھے انگریزوں کی حکومت ۱۹۴۷ء سے پہلے کی یاد ہے' اس زمانہ میں جب انگریز حکمران تھے تو لوگ نہ اس قدر انگریزی بولتے تھے نہ نقالی کرتے تھے' نہ انگریزی ثقافت کے زلف گرہ گیر کے اسیر تھے' گلوبل کلچر کو جب سے ذرائع ابلاغ میں پاؤں جمانے کا موقع ملا تب سے یہ سب بلائیں نازل ہونا شروع ہو گئیں۔ ان کے قدم بہ قدم بلکہ سانس بہ سانس' بے ہنگم' دیوانہ واران کی تقریبات میں شریک ہونے لگے۔ اپنی عید' بقر عید' رمضان شریف سے ان کو غرض نہیں' مگر مغرب کے تہواروں' میلوں کے منوانے اور منانے میں سر تا قدم رخت سفر باندھنے کو عار نہیں سمجھتے۔

ویلنٹائن ڈے:

''ویلنٹائن ڈے'' ایک زبردست ہنگامی شور شرابے کا دن گزشتہ عشرہ کی پیداوار ہے' اب پاکستان میں بھی اس نے قدم جما دیئے ہیں' اور ایڈوانس معاشرے کے مرد وخواتین اس کو جان سوزی' خوش اعتقادی' اور تزک واحتشام سے مناتے ہیں' یہ دن بھی نیو ورلڈ آرڈر میں شامل ہے۔ اس دن کی تفصیلات بیان کرنے سے پہلے یہ جان لینا چاہیے کہ یہ دن کسی مذہب کا تہوار نہیں ہے اور نہ تاریخی اعتبار سے اس کی کوئی حیثیت ہے۔ ماضی میں تلاش کرلیں یورپ اور امریکہ میں اس تہوار کو منانے والوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر تھی' مگر ایک انتہا پسند طبقے نے اس کی ترویج میں کوئی کسر نہ چھوڑی' وہ نہایت خوش اسلوبی سے مسلمان ممالک میں اس تہوار کو منانے کا میڈیا کے ذریعے بندوبست کردیتے ہیں' اس تہوار کو ''عاشقوں کا تہوار'' (Lover Festival) قرار دیتے ہیں۔ اس دن پھولوں کے گلدستے اپنے عاشقوں اور معشوقوں تک پہنچا کر اس دن کو بہت اہتمام سے مناتے ہیں' اس تہوار کی گہرائیوں میں جھانک کر دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ اس میں غیر اسلامی' حیاسوز' بد اخلاقی' اور خصوصاً جنسیاتی پہلوؤں کو اجاگر کرنے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔

ہمارے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں اس دن کے منانے کو وسعت ظرفی اور روشن خیالی سمجھتے ہوئے خوب داد عیش دیتے ہیں ''انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا'' میں اس تہوار کا ذکر محض چند سطروں میں اس طرح ہوتا ہے:

''سینٹ ویلنٹائن ڈے کو عاشقوں کا تہوار کہتے ہیں' محبت کرنے والے ایک دوسرے کو'' ویلنٹائن کارڈز'' بھیجتے ہیں' اس نئی ریت کا ''سینٹ'' سے کوئی تعلق نہیں' اس کا تعلق رومیوں کے دیوتا کے حوالے سے کیا جاتا ہے' دراصل پندرہ فروری کو منائے جانے والے تہوار بارآوری یا پرندوں کے ''یوم اختلاط'' (Meeting Season) سے ہے''

بعض رومانیت پسند لوگوں نے خواہ مخواہ سینٹ ویلنٹائن سے منسوب کردیا۔ یہی وجہ ہے کہ یورپ اور امریکہ میں ماضی میں اسی تہوار یا ثقافتی میلے کا کہیں ذکر ہوتا ہی نہیں۔ یہ سب بمشکل ربع صدی کی پیداوار ہے۔ یہ بات ماہرین پرند کو معلوم ہے کہ در حقیقت اس دوران میں پرندوں کا جنسی اختلاط شروع ہوتا ہے' اور جانور بھی اپنے صنفی مواصلت کا آغاز کرتے ہیں' عطاء اللہ صدیقی نے اپنی کتاب ''ویلنٹائن ڈے'' میں لکھا ہے کہ یہ دراصل ایک ''رومی دن'' تھا۔ اس موقع پر لڑکے اپنی محبوباؤں اور لڑکیاں اپنے محبوبوں کے نام اپنے سینہ پر لکھ کر نکلتی تھیں' تحائف کا تبادلہ ہوتا تھا۔

''سینٹ ویلنٹائن'' ڈے کا آغاز اس طرح ہوا کہ سینٹ روم کے گرجا میں کام کرتا تھا (یا پادری تھا) جو ایک راہبہ کے عشق میں مبتلا ہوگیا۔ اس نے راہبہ کو بتایا کہ پندرہ فروری ایسا دن ہے کہ اگر کوئی صنفی ملاپ کرے تو گناہ نہیں ہوتا۔ راہبہ نے مثبت جواب دیا اور جوش محبت میں ''سینٹ'' کو سب کچھ دے ڈالا۔

کہا جاتا ہے کہ کلیسا میں ایسا کام کرنے کے جرم میں اسے قتل کردیا گیا' مگر بعد میں منچلوں نے اسے ''شہید

محبت'' کے درجہ پر فائز کر دیا۔ اور اس کی یاد میں ''سینٹ ویلنٹائن ڈے'' منانا شروع کر دیا۔ مگر کلیساؤں نے ہمیشہ اس کی مخالفت کی اور اس تہوار کو مذہبی حیثیت سے منانا نہیں قرار دیا۔

**یوم اباحیت:**

اب یورپ اور امریکہ میں زبردست طریقوں سے ''ویلنٹائن ڈے'' منایا جاتا ہے' اس دن کو ''یوم محبت'' کہنا' ماننا' قطعاً غلط ہے بلکہ اس دن کو ''یوم اباحیت'' یا ''یوم اوباشی'' کہہ دیا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ امریکہ میں نوجوان جنسی ہوسناکی' اختلاط مرد و زن بھرپور طریقے کو اس دن ہوا دیتے ہیں' مرد و عورت کی باہمی رضامندی سے خوب شہوت رانی' زناکاری ہوتی ہے' جسے وہ لوگ ویلنٹائن ڈے یا یوم محبت سمجھتے ہیں۔ اس دن لڑکے اور لڑکیاں اپنی پسندیدہ (Gay) دوستوں کے ساتھ برہنہ اور نیم برہنہ نکلتے ہیں' اور اس کام میں عار محسوس نہیں کرتے۔ ہم نے یہ بچشم خود ''میامی'' میں ایسے منظر دیکھے' مگر کچھ نہ کر سکے۔ بس یہ سمجھ لیں کہ جنسی انارکی کا بدترین مظاہرہ ہوتا ہے۔

یہ اباحیت کے جراثیم اب پاکستان میں داخل ہو چکے ہیں' ابھی صرف اس دن یعنی یوم محبت پر ویلنٹائن کارڈز بھیجے جاتے ہیں' اور ڈھکی چھپی ملاقاتوں' بڑے ہوٹلوں میں دعوتوں تک یہ وبا محدود ہے۔

اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے ہمارے بچوں کو کہ وہ مغربی میڈیا کی نقالی ترک کر دیں' اسلامی طریقوں نماز' روزہ' پر گامزن ہو جائیں' قرآن پاک کو اپنی تعلیم کا محور بنائیں۔ آمین!

**یہود و نصاریٰ کے کام:**

تاریخ اقوام عالم کو پڑھیں تو معلوم ہوگا کہ یہودی اس دنیا میں ایک عجیب قوم ہے۔ وہ جانتے بوجھتے اللہ کا مقابلہ کرتی رہی۔ اللہ کے رسولوں کو یہ جانتے ہوئے قتل کیا کہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور فخر کے ساتھ سینہ ٹھونک کر کہتی ہیں کہ ہم نے اللہ کے رسول کو قتل کیا' اس قوم کی روایت یہ ہے کہ ان کے مورث اعلیٰ حضرت یعقوب علیہ السلام نے رات بھر اللہ تعالیٰ سے کشتی لڑی اور صبح تک اللہ تعالیٰ ان کو نہ پچھاڑ سکا' پھر جب صبح ہونے کو آئی تو اللہ تعالیٰ نے ان سے کہا اب مجھے جانے دے۔ تو یعقوب علیہ السلام نے کہا میں تجھے نہ جانے دوں گا۔ جب تک تو مجھے برکت نہ دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا تیرا نام کیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا ''یعقوب'' اللہ تعالیٰ نے کہا کہ آئندہ تیرا نام یعقوب نہیں اسرائیل ہوگا۔ کیونکہ تو نے اللہ تعالیٰ اور انکے پیارے بندوں کے ساتھ زور آزمائی کی اور غالب رہا۔

ملاحظہ فرمائیں' یہودیوں کا جدید ترجمہ کتب مقدسہ (The Holy Scriptures) شائع کردہ' جیوئش پبلیکیشنز سوسائٹی آف امریکہ ۱۹۵۴ء۔ کتاب پیدائش باب ۳۲' آیات ۲۵ تا ۲۹۔ عیسائیوں کے ترجمہ بائبل میں بھی اسی طرح بیان کیا گیا ہے۔ یہودی ترجمہ کے حاشیہ میں اسرائیل کے معنی لکھے ہیں۔

(He who striveth with God) یعنی جو خدا سے زور آزمائی کرے اور انسائیکلو پیڈیا آف بائبلوجیکل لٹریچر (Encyclopedia of Biblogical Litrature) میں عیسائی علماء نے اسرائیل کے معنی کی تشریح کی ہے' خدا سے کشتی لڑنے والا۔(Wrestler with God) بائبل کی کتاب ''ہوسیع'' میں حضرت یعقوبؑ کی تعریف میں لکھا ہے کہ وہ اپنی توانائی کے ایام میں خدا سے کشتی لڑا تھا۔(باب ۱۲ آیت ۴)

پھر ان اسرائیل صاحب (حضرت یعقوب علیہ السلام) کی اولاد نے اپنے اعترافات کے مطابق خدا کے نبیوں کو قتل کر دیا۔ اور اس بنا پر انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کو صلیب پر ٹانگ دیا' اور خم ٹھونک کر کہا'

انا قتلنا المسیح عیسی ابن مریم رسول الله ۔

''ہم نے مسیح عیسیٰ ابن مریم کو قتل کر دیا جو اللہ کے رسول تھے'' (تفہیم القرآن۔ج ۵ ص ۳۸۳)

اور یہودیوں اور عیسائیوں کی کارستانی دیکھئے یہ باتیں ہم نے نہیں بنائیں یہ تو قرآن کی شہادت ہے۔ اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں کہ یہودی اور عیسائی کہتے ہیں مسیح ابن مریم ہی خدا ہیں۔

قالوا ان الله هو المسیح ابن مریم ''کہتے ہیں کہ خدا ہی تو مسیح ابن مریم ہے''

آگے اور دیکھئے:

وقالت الیهود والنصری نحن ابنآ والله واحیاوه (المائدہ' ۱۸)

''اور یہود و نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم خدا کے لڑکے اور اس کے چہیتے ہیں۔

میرا ناقص خیال یہ ہے کہ اب آپ کو سمجھانے میں کوئی گنجائش باقی نہیں رہی۔ اگر اب بھی آپ لوگ اپنا ملجیٰ و ماویٰ انگلینڈ اور امریکہ کی پیروی کو تصور کرتے ہیں تو اپنا ٹھکانہ سوچ لیں' ایسا نہ ہو کہ آخری دن آپ کہیں' ہمیں تو معلوم نہ تھا۔

## یہودیوں' عیسائیوں کو دوست بناؤ

ہماری معاشرت' ہماری معیشت' ہماری ثقافت' ہماری سیاست سب کچھ یورپ اور امریکہ کے سانچے میں اسطرح ڈھل چکی ہے کہ اس میں سے نکلنا بادی النظر میں مشکل نظر آ رہا ہے۔ ہمارا ملک تو معیشت کے لحاظ سے زبوں حالی کا شکار ہے مگر وہ دو تین عرب ممالک جن کو اللہ تعالیٰ نے اسقدر دے رکھا ہے کہ ان کے پاس سنبھالنے کو رکھنے کو جگہ نہیں' انہوں نے سب یعنی ارب ہا ڈالر امریکہ کے بینکوں میں رکھ کر خود کو ان کا غلام بنالیا۔ اور مانیں یا نہ مانیں وہ ان کو آپس میں لڑا لڑا کر مفاد حاصل کر رہے ہیں' ۱۹۹۱ء میں عراق کی جنگ میں آپ نے سب دیکھا' ہمارا مقصد اس کی تفصیل میں جانا نہیں' مگر موضوع سخن کے ذیلی اثرات بتاتے ہیں' کہ اور یہودیوں اور عیسائیوں کو دوست بناؤ تا کہ وہ آپ کے اندر گھس گھس کر آپ کا ستیاناس کریں' آپ ان کی تہذیب و ثقافت اختیار کریں' تا کہ آپ کی عورتیں بیٹے' بیٹیاں ان کے نقش قدم

پر چل کر یہ اللہ کو بھول جائیں اس کے پاک قرآن جس پر قرآن کریم نازل ہوا اس کی اتباع کرنی ترک کر دیں اور شتر بے مہار بن کر رہ جائیں اس ہی لئے قرآن پاک میں صاف صاف لکھا ہے۔

یا ایھا الذین امنوا لاتتخذوا الیھود و النصری اولیاء بعضھم اولیآء بعض و من یتولھم منکم فانہ منھم (المائدہ۔۵۱)

اے ایمان والو (مرد اور عورتیں دونوں مخاطب ہیں) یہودیوں اور عیسائیوں کو دوست مت بنانا وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں تم میں سے کوئی ان سے دوستی کرے گا وہ ان میں سے ہی شمار ہوگا۔

## اخلاق سوز رُجحانات:

الفاروق رحمانی صاحب خدا ان کو جزائے خیر دے بڑی اچھی بات کہی تھی کہ غیر اسلامی انداز فکر ہماری نسلوں میں بری طرح پھیل رہا ہے اور ان کو تباہی کی طرف لے جا رہا ہے۔ اسلام دشمن عناصر اپنے ناپاک عزائم کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے سرگرم عمل ہیں جن کا اظہار فرقہ واریت امتیاز رنگ و نسل نظریاتی کشمکش اور لادینی نظریات پھیلانے کی ہر ممکن کوشش جاری ہے۔

نوجوان نسل ماں باپ کی لاپرواہی چشم پوشی مصروفیات اور ذرائع ابلاغ نشر و اشاعت سے ثقافت کے نام پر کثافت پھیلا کر نئی نسل کو گمراہ کرنے کی بھرپور کوششیں ہو رہی ہیں۔ ان مذموم ہتھکنڈوں کو استعمال کرنے والے وہ خفیہ ہاتھ ہیں جن کا واحد مقصد ''لانگ ٹرم پروگرام'' کے تحت نوجوانوں کی نفسیات کو ایک خاص ڈھب پر ڈھالنا ہے تاکہ جب وہ آئندہ چل کر زمام حکومت سنبھالیں تو ان سے اپنی مرضی کے مطابق کام لیا جا سکے۔ اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے ''فرائیڈ'' اور ''بینتھم'' کے نظریات کی تشریح بڑی شدومد کے ساتھ کی جاتی ہے۔ تاکہ ان پر عمل پیرا کرا کے مادی فوائد حاصل ہوتے رہیں۔ اول الذکر میں جنسی آزادی کا حصول شامل ہے۔ موخر الذکر کے نظریئے کے مطابق ہر وہ کام جو مادی طور پر مفید ہے کرنے میں جائز ہو یا ناجائز۔ یعنی اس سے منطقی نتیجہ نکال کر منشیات کا استعمال فحش کاری الغرض ہر برائی پھیلا کر جو کمائی ہو سکتی ہے اس کو معاشرے کے لئے قابل قبول بنانے کا جواز مہیا کیا جا رہا ہے۔

''فرائیڈ'' کے نظریئے کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ تحریک کامیاب ہو رہی ہے کہ شادی سے پہلے ہی جنسی تجربات حاصل کر لینے چاہئیں پہلا نظریہ مادی فوائد کے لئے ذہنوں کو ہموار کرتا ہے تو دوسرا دولت اکٹھی کرنے کی تحریک پیدا کرتا ہے۔ ان نظریات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مغربی انداز فکر رکھنے والے طرح طرح کے حیلے بہانے بنا کر قوم کو ایسے کاموں میں لگانے لگے ہیں جن کو ضبط تحریر میں لانے سے قلم کو اُبکائی آتی ہے۔ ان لوگوں میں سے کچھ کا تعلق صحافت و رسائل سے بھی ہے جو فحش تصاویر مع رسائل کے سرورق اور مزید فحش اندر کے اوراق کی زینت بناتے ہیں۔ تاکہ مالی منفعت حاصل ہو

انہیں یہ نہیں معلوم کہ جلبِ زر کے لئے دوزخ کا ایندھن تیار کررہے ہیں۔دوسرے درجے پر ٹیلیویژن آتا ہے جہاں گمراہ کُن ناچ گانوں، ڈراموں اور خاکوں سے ایک گناہ اور سہی کے مصداق ناظرین کو دعوت دے دیتے ہیں۔بازار میں فٹ پاتھ پر کتابوں کے ڈھیر میں ہاتھ ڈالئے ہیجان انگیز جنسی ناول، باتصویر عریاں دستاویزات عام مل جاتے ہیں، مسلمانوں کو اس ابتلاء میں سرتاپا پھنسانے کا منصوبہ اپنے عروج پر پہنچ چکا ہے، والدین اپنے بچوں کے ذہنی رجحانات کی پہلی جماعت سے مستقل نگرانی کریں، ان کے سامنے خود نمونہ بن کر دکھائیں۔صبح بچہ جب ماں باپ کو نماز اور قرآن پڑھتا دیکھتا ہے تو اس کا رجحان اس طرف ہو جاتا ہے، اگر ماں باپ رات گئے تک ٹیلیویژن دیکھیں گے تو بچہ بھی جاگتا رہے گا اور صبح دس بجے سو کر اٹھیں گے تو بچہ بھی دس بجے سو کر اٹھے گا۔مگر ہم بہ زعم خویش ان کو بتادیں کہ دس برس بعد جب ان کی نسل کسی اور راستے پر چل رہی ہوگی۔تب ان کو شدید پچھتانا پڑے کہ ہم نے پہلے ان باتوں پر عمل کیوں نہ کیا۔

<u>دلفریب معاشرہ اور ہماری خواتین:</u>

ہماری ایک عزیزہ مدتوں بعد (تیس سال کے قریب) امریکہ سے پاکستان اپنے اعزاء و اقرباء سے ملنے پاکستان آئیں تھیں، ان کے شوہر اور ایک بیٹا (شکر ہے بیٹی نہیں تھی) ملنے کے لئے ہمارے گھر بھی آئیں، ہم تو اس معاشرے سے پہلے ہی سے واقف تھے مگر ان کے اور ان کے بیٹے کے بقول

اگر فردوس بر روئے زمین است
امریکہ است ۔ امریکہ است و امریکہ است

مگر شوہر جو عمر کی پانچویں دہائی ختم کر چکے تھے امریکہ کی بود و باش سے سخت نالاں تھے، جو اپنے لڑکپن میں امریکہ جا پہنچے پچیس تیس سال وہاں رہے یہاں سے شادی کر کے لے گئے۔ایک بیٹا پیدا ہوا۔اب واپسی کے لئے پاکستان مضطرب تھے مگر بیوی اور لڑکا واپسی کی سد راہ بن چکے تھے، خواتین سے معذرت کے ساتھ امریکہ جاکر رہ کر ساڑھے ننانوے فیصد خواتین اور چالیس سال سے کم لڑکے امریکہ کو چھوڑنے کو تیار نہیں ہوتے۔اس کے برعکس مرد جو وہاں بستے ہیں وہاں کے لیل و نہار دیکھ چکے ہوتے ہیں عمر کی پانچویں چھٹی دہائی کے بعد واپسی کے لئے سو فیصد تیار ہو جاتے ہیں۔

درحقیقت وہاں فرصت کے لمحات کم میسر آتے ہیں، آ بھی جاتے ہیں تو بیوی اور بچے ٹیلیوژن دیکھنے میں وقت صرف کرتے ہیں، ٹی وی کے اشتہارات میں ان گنت طریقوں سے خواتین کو ترغیب دی جاتی ہے کہ زندگی حسن اور دلکشی کا نام ہے، خوب تفریح کرو اور انہی مقاصد اور خواہشات کی تکمیل کے لئے زندگی گزارو۔چنانچہ ''سمارٹ'' رہنا امریکہ میں گویا آئیڈیل تصور کیا جاتا ہے۔اس کی بہت ساری تاویلیں بتائی، دکھائی جاتی ہیں کہ سمارٹ پن میں یہ خوبی ہے وہ خوبی ہے، طرح طرح سے مٹک مٹک کر جسم کے نشیب و فراز ناپے جاتے ہیں، ایک دبلی پتلی، عورت جو سمارٹ کہلاتی ہے جب وہ

لباس زیب تن کرتی ہے تو بظاہر اس کا ہر عضو نمایاں ہو جاتا ہے' گردن کے نچلے حصے سے لے کر چھاتیاں' کمر' کولہے' رانیں اور پنڈلیوں تک ہر عضو نمایاں ہو جاتا ہے' اور ناظرین سے داد و دہش وصول کرتا ہے' اور اسکی ذہینت' فطانت اسکی داد طلبی کے نیچے دم توڑ دیتی ہے۔ چنانچہ امریکہ میں بکثرت ایسی کتابیں اور لٹریچر ملتا ہے جس کے عنوان اس طرح ہوتے ہیں:

سیکس سمبل بننے کے طریقے' چال میں کمر اور کولہوں کا کردار' دوستیاں (بوائے فرینڈز) کس طرح بناتے ہیں' یہ کتابیں نوعمر بچیاں اور جوانی میں قدم رکھنے والی لڑکیاں ٹی وی پر اشتہارات دیکھ کر ٹوٹ ٹوٹ کر خریدتی ہیں۔ مائیں ان کی بک شیلف میں رکھی دیکھتی ہیں اور چشم پوشی کرتی ہیں۔

ہاں ایسی شکل صورت کی لڑکیاں بھی ہوتی ہیں (ہمارے پاکستان میں بھی ہیں) جو معاشرے میں نسبتاً کم تر یعنی نمبر دو ہوتی ہیں' آسانی سے آنکھیں مٹکانے اور کمر لچکا کر چلنے میں پیچھے رہ جاتی ہیں وہ امریکہ میں اونچی ایڑی کے جوتے پہنتی ہیں جوان کی چال میں تو دلکشی پیدا کر دیتی ہیں مگر چلن اور اطوار میں بد چلنی اور بد اطواری پیدا کرنے میں کوشاں رہتی ہیں' الغرض امریکہ میں عورت کا وجود عیش و تفریح کا باعث بنا رہتا ہے۔ وہاں ہر چیز کی ایک قیمت ہوتی ہے اور عورت جو اس ماحول کی دلدادہ ہوتی ہے خوب استعمال ہوتی ہے۔

## سیر و تفریح مقصد حیات:

بات یہ ہے کہ یورپ سے امریکہ تک لوگوں میں مسلمان بھی ملیں گے وہ مسلمان خواہ وہاں کے معاشرے' فکر و تہذیب سے متاثر نہ بھی ہوں تب بھی اسلام کا محض ایک رسمی اور سرسری سا تصور ان کی سوچ میں نظر آتا ہے مگر صاف محسوس ہوتا ہے کہ انہوں نے اسلام کو شعوری طور پر نہیں سمجھا' نہ اس پر عمل کرتے ہیں' اور نہ وہ لوگ سنجیدہ ہیں اور جو کچھ وہ کہتے اور کرتے ہیں محض زبانی جمع خرچ ہے اسلام وہاں زندگی گزارنے والوں کے قلب و ذہن تک نہیں اترا' واشنگٹن میں ایک دوست کے ساتھ شام کے کھانے میں ہوٹل گئے۔ ''بفے'' کا انتظام تھا ''پورک'' (سور کا گوشت) بھی تھا' وہ انہوں نے نہیں لیا۔ مجھ سے بولے ڈاکٹر صاحب پورک حرام ہے' مگر ''بیئر'' خوب پی' میں نے ٹوکا بھی' کہنے لگے ''بھائی اس کو پیے بغیر سکون نہیں آتا' اسلام تو دقیانوسی تصورات کا حامل نہیں بلکہ ہر نوع کی ترقیات کا حامل ہے'' ہم شکل دیکھتے رہ گئے۔

اگلی جمعہ ہم سے نہ رہا گیا اور جب وہ ملے تو ان کو سمجھایا کہ بھائی اسلام تو جدید ترین ہر مثبت ترقی کا محافظ وضامن ہے اور فطری دین ہے جو عریانی' فحاشی' شراب نوشی' ریاکاری سے اجتناب سکھاتا ہے' مگر آپ کو حصول معاش کی تگ و دو میں اللہ کی رضا کو پیش نظر رکھنا ضرور ہوگا۔ اور ذاتی پسند اور ناپسند پر دینی تعلیمات کو ترجیح دینی ہوگی' جوا' شراب جس کو واضح الفاظ میں قرآن منع کرتا ہے چھوڑنا ہوگا۔ خواتین کو بے پردہ' بے حجاب دکانوں' سٹوروں' ہوٹلوں' فیکٹریوں میں ملازمتوں سے اجتناب کرنا ہوگا۔ کیا یہ ضروری ہے شوہر' بیوی' لڑکے' لڑکیاں سب نوکری کریں' صرف اس لئے کہ

یہاں کے سٹینڈرڈ کے مطابق زندگی گزاریں۔شوہر کی جو کمائی ہے اس میں فیملی گزارکر سکتی ہے۔ملازمت کی عورت کو جب اجازت ہے جب شوہر نہ ہومگر وہ بھی حجاب کے اندر ملازمت کر سکتی ہے ورنہ وہ گھر کے اندر رہے وہ گردن جھکائے سنتے رہے اور بولے میں اگر شراب چھوڑ بھی دوں تو پچھلے گناہوں کا کیا کروں‘‘ ہم نے ان کو بتایا’’ دیکھو! اب چھوڑ کر مالک الملک سے معافی مانگ لو۔مگر سچے دل سے‘ وہ بہت معاف کرنے والا ہے‘ وہ تو سب گناہوں کو معاف کرسکتا ہے‘ قرآن کہتا ہے کہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً

ترجمہ: اللہ تمام (گزشتہ) گناہوں کو معاف فرمادے گا۔

اگر ہم نے مسلمان کی حیثیت سے زندگی کا یہ انداز اختیار کرلیا تو ہم انشاء اللہ قرآن پاک کی خوش خبریوں کا مصداق بن جائیں گے جو قرآن اس طرح بیان کرتا ہے:

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا وان اللہ لمع المحسنین

ترجمہ: جو لوگ ہمارے مقاصد کی خاطر جدوجہد کریں گے ہم انہیں اپنا راستہ دکھادیں گے‘ اور یقیناً اللہ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (العنکبوت۔۶۹)

وان لیس للانسان الا ماسعیٰ

ترجمہ: اور انسان کے لئے وہی کچھ ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔النجم۔۳۹)

## مسلمان لڑکی‘ غیر مسلم لڑکا:

برمنگھم میں قیام کے دوران ملتان کے برخوردار جس نے چھتیس سال پہلے انگلینڈ ہجرت کرلی تھی۔شادی بھی ایک مسلمان عورت سے کرلی تھی‘ (نام ہم لکھنا نہیں چاہتے) جب ہم نے اس کے ہاں چند دن قیام کیا تو اس کی صرف ایک اٹھارہ سالہ بیٹی تھی‘ ساری فیملی پریشان‘ حیران‘ مصروف اپنی ڈیوٹی‘ بیوی کی ڈیوٹی‘ بیٹی کی ڈیوٹی۔گھر میں خوشحالی اور آسودگی بہت تھی۔مگر مسکراہٹ کسی کے چہرے پر نہ تھی‘ تھی تو بناوٹی‘ ایک دن انہوں نے کہہ ہی دیا کہ بیٹی کی طرف سے بہت پریشاں ہیں۔ویسے تو تابعدار ہے مگر یہاں کے ماحول سے تباہ ہوگئی۔اس کو سمجھایئے (یہ تمام باتیں تو لفظ بہ لفظ ہمیں یاد نہیں مگر گفتگو کا نچوڑ لکھ رہے ہیں)

یہ کام میرے لئے اس لئے مشکل تھا کہ چند دن وہاں قیام میں اس لڑکی سے کیسے ’فری‘ ہوجاتا‘ جو ڈیوٹی کے بعد اپنے کمرے میں بند رہتی۔بہر حال ایک دن گھر پر کوئی نہیں تھا‘ سو کر اٹھی تو کافی بنا کر لاؤنج میں آبیٹھی‘ جہاں میں بیٹھا تھا‘ میں نے یونہی سرسری ساذکر چھیڑ دیا (باتیں انگریزی میں زیادہ اور اردو میں کم ہوئیں) بس جی! وہ تو پھٹ پڑی۔بولی۔ انکل بس! میرے ماں باپ پاکستان میں پیدا ہوئے اور میں انگلینڈ میں ۔ مجھے معلوم ہے کہ پاکستان بہت (Poor)

غریب اور (Back ward) پسماندہ ملک ہے۔ مگر میری تعلیم انگلینڈ میں ہوئی جس کے نتیجہ میں بہت سارے غیر مسلم لڑکے اور لڑکیاں میرے دوست بن گئے۔ ہم نے کچھ ماں باپ سے نماز' روزہ' قرآن سیکھا' اور یہ کتاب بھی ہمارے گھر میں ہے۔ ایسے اور بھی مسلمان لڑکیاں میری دوست ہیں جنکے (Husband) شوہر نان مسلم ہیں۔ مگر میرے ماں باپ چاہتے ہیں کہ میں ان کی پسند کی شادی کروں۔ اپنی پسند کی نہ کروں' میرے فادر نے بھی میری Mother (ماں) سے اپنی پسند کی شادی کی تھی' میری سہیلیوں میں سے ایک نے پچھلے سال ایک یہودی لڑکے سے شادی کی اب مجھے کرسچئن لڑکے سے شادی نہ کرنے کو سارا گھر میرے پیچھے ہے اور اب میں ماں باپ کے خلاف نہیں ہوں۔ انہوں نے میری شادی کا کبھی ذکر بھی نہیں کیا۔ اب کہتے ہیں یہ مت کرو' وہ مت کرو' کہنے لگی انکل آپ بتائیں کیا اسلام یہ کہتا ہے کہ لڑکی کی شادی زبردستی کردو۔ جس کے ساتھ عمر گزارنی ہے اس سے پوچھا بھی نہ جائے۔ پاکستانی جیسے ''بیک وارڈ'' کنٹری میں ایسا ہوسکتا ہے' مگر یہاں ایسا نہیں ہوسکتا۔ یہ بات اخلاقی اقدار کے خلاف ہے اور جہاں تک مجھے معلوم ہے Islamic Law (اسلامک لا) کے بھی منافی ہے۔

یہ گفتگو یک طرفہ ہم خموش سنتے رہے جب وہ ذرا رُکی تو ہم بولے:

''دیکھو بیٹی! تم مسلمان ہو' تمہارے ماں باپ الحمدللہ مسلمان ہیں' تمہارے والد روزگار کی تلاش میں یہاں آ بسے''

''جی مجھے معلوم ہے وہ اپنی بیمار ماں کو بہن کے گھر چھوڑ کر یہاں آ گئے تھے وہ ان کے غم میں مرگئی'' مجھے کاٹتے ہوئے بولی۔ ''خیر مجھے نہیں معلوم'' ہم نے بات جاری رکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ ''بیٹی۔ اس وقت تمہارے باپ کو ادراک نہ تھا کہ جب بچے ہوں گے تو یہاں کی تعلیم و تربیت اس معاشرے میں ہوش سنبھالنے کی وجہ سے ان کے بچوں کے انداز فکر بدل جائیں گے۔ مگر آپ کے والد یہ بخوبی جانتے ہیں کہ ایک مسلمان عورت ایک غیر مسلم سے شادی نہیں کرسکتی۔ آپ غیر مسلم سے شادی کریں گی تو اس کا مطلب ہمارے مذہب میں یہ ہوگا کہ آپ نے ایک شخص سے ناجائز تعلقات کر لئے ہیں۔ میرے خیال میں یہ مسئلہ دونسلوں کے درمیان زیادہ ''جنریشن گیپ'' کی وجہ سے پیدا ہوا ہے اور ابلاغ کے فقدان نے اس مسئلہ کو اور زیادہ پیچیدہ بنادیا ہے' اس کا حل یہ ہے کہ کوئی بھی انتہائی قدم اٹھانے سے پہلے ایک دوسرے کے موقف کو اچھی طرح سوچ لیا جائے اور سمجھ لیا جائے''

وہ چپ بیٹھی سنتی رہی' یک لخت بولی ''آپ کیا کہہ رہے ہیں' شادی کے معاملے میں کوئی قانون مرد عورت کو نہیں روک سکتا' جبکہ وہ آپس میں راضی ہوں'' ''دیکھو بیٹی۔ اسلام مرد اور عورت کی پسند پر انکار نہیں کرتا' مگر بین المذہب شادی کی اجازت نہایت صاف طور پر دیتا ہے کہ مسلمان عورت کسی غیر مسلم مرد سے شادی نہیں کرسکتی'' ہاتھ کے اشارے سے کو خموش کرتے ہوئے ہم نے کہا ''اس کی وجہ یہ ہے کہ شادی کے بعد شوہر کا کردار سرپرست کا ہوتا ہے۔ وہ

خاندان کا سربراہ کہلاتا ہے‘ اسلام کسی غیر مسلم مرد کو کسی مسلمان عورت اور اس کے گھر کا سربراہ ہونے کی اجازت نہیں دیتا‘ آپ کہہ سکتی ہیں کہ مرد نے وعدہ کرلیا وہ آپ کے مذہبی معاملات میں دخل نہیں دے گا۔ آپ کو مذہبی آزادی دے گا۔ ممکن ہے درست ہو‘ مگر اولاد کے بارے میں کیا خیال ہے کہ جو ماں باپ کی سرپرستی میں پرورش پائے گی۔ اور مسجد میں کبھی نہیں جائے گی کیونکہ باپ نہیں جائے گا۔‘‘

آپ کہ سکتی ہیں کہ شوہر وسیع الذہن ہے وہ کہتا ہے کہ وہ بچوں کو مکمل آزادی دے گا جو مذہب چاہیں اختیار کریں آپ خیال کریں آپ مسلمان ماں باپ کی بیٹی ہیں جو ایک غیر مسلم سے شادی پر بضد ہیں تو اولاد کی کیا گارنٹی ہے کہ وہ ایک غیر مسلم باپ کی سرپرستی میں اسلام کے دائرے میں رہ جائیں گے۔ یہ بات سمجھ لو کہ ہمارا مذہب محض چند رسومات اور عبادات کا مجموعہ نہیں ہے‘ یہ زندگی کا ایک بھرپور نظام ہے‘ اسلام زندگی کے ہر شعبہ اور ہر سرگرمی سے تعلق رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام اپنے پیروکاروں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اسے شعوری طور پر اختیار کریں‘ صرف اس لئے نہیں کہ وہ ایک مسلم گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والدین کا یہ رویہ نہ تو غیر معقول ہے نہ تشدد آمیز۔ والدین کے نقطہ نظر سے آپ معاملے کی تہہ تک پہنچیں اور آخری بات آپ کی شادی کسی غیر مسلم مرد سے ناقابل قبول ہے۔ یہ تعلق اسلامی نقطہ نگاہ سے ناجائز تعلق ہوگا۔‘‘ میں نے ابھی بات بھی ختم نہیں کی تھی کہ لڑکی زور سے میز پر مکہ مار کر اٹھ کھڑی ہوئی اور زور سے ’’اوہ نو‘‘ (یعنی ہرگز نہیں) کہتے ہوئے اپنے کمرے میں گھس گئی اور دروازہ دھڑ سے بند کرلیا۔ اس ہی شام لڑکی کے باپ کی واپسی سے پہلے ہم نے گھر چھوڑ دیا۔ یہ تھی ایک تصویر‘ وہاں کے دردناک مناظر کی!

---


# اسلام کا نظام اکل و شرب و فلسفہ حلال و حرام

افادات: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

امام ترمذی کی جامع السنن یعنی ترمذی شریف کے ابواب الاطعمۃ والاشربۃ کی نہایت موثر‘ دلنشین شرح‘ جدید عصری معلومات کی روشنی میں اسلام کے نظام اکل وشرب کے منفرد خصوصیات اور اسلام کے فلسفہ حلال وحرام پر اچھوتے انداز میں بحث۔

قیمت ۲۰۰/- روپے

ضبط وترتیب : مولانا مفتی مختار اللہ حقانی صفحات: ۴۵۰

ضیاء الدین لاہوری

# سرسید مفتی عتیق الرحمان عثمانی کی نظر میں

دارالعلوم دیوبند کے مجلّہ کا ایک پرانا شمارہ فروری 1979ء مطالعہ میں آیا۔ اس میں مفتی عتیق الرحمان عثمانی صاحب کا ایک مضمون ''سرسید میری نظر میں'' پڑھا تو صاحبِ مضمون کے ایک عجیب انکشاف پر چونک پڑا۔ جہاں تک نفسِ مضمون کا تعلق ہے اس میں مفتی صاحب سرسیدی حضرات سے بھی کئی قدم آگے دکھائی دے رہے ہیں کیونکہ انہوں نے وقت کے حالات کو جواز بنا کر سرسید کے دینی خیالات کا نہایت دلفریب انداز میں بھرپور دفاع کیا ہے' ان کی بیان کردہ بہت سی باتیں غیر مصدقہ ہی نہیں بلکہ دلائل سے غلط ثابت ہوتی ہیں۔ نمونے کے طور پر ان کی سرسید کے متعلق مندرجہ ذیل چند سطور پر غور فرمائیں کہ ان میں محض سرسید کی شان بلند کرنے کے لئے کس قدر گھپلے ہوئے ہیں:

''ان کے اعلیٰ کردار کے ثبوت کے لئے ایک ہی مثال کافی ہے کہ کالج کے قیام کے زمانے میں انہوں نے اپنے سفر وغیرہ کے لئے جو رقوم کالج فنڈ سے لی تھیں' اپنے لڑکے سید محمود کی ملازمت کے بعد ان کا پیسہ پیسہ کالج کو واپس کر دیا۔ میں تو ان کے کردار کی اس بلندی پر سر دھنتا ہوں۔ انہوں نے اپنی زندگی میں اپنی انقلابی تعلیمی تحریک کو ذاتی منفعت کے لئے کبھی استعمال نہیں کیا۔ ان کا انتقال ایک دوست کے دکان میں ہوا اور ان کی تجہیز و تکفین دوستوں کے روپے سے ہوئی۔ واللھم اغفرہ۔ سرسید کی اسلامی حمیت کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہوگا کہ جب ایک انگریز نے رسول اللہ ﷺ کی سیرت پر ایک کتاب لکھی اور حضورؐ کی ذات پر ناروا حملے کئے تو اس کو دیکھ کر تڑپ اٹھے اور اس کے جواب میں ایک کتاب لکھی اور اپنا مکان فروخت کر کے اس کتاب کو طبع فرمایا''(۱)

راقم کو سرسید کے اعلیٰ کردار کی نفی کرنا مقصود نہیں بلکہ اس امر سے اختلاف ہے کہ کردار کی بلندی ظاہر کرنے کے لئے گھڑے گئے واقعات کا سہارا لیا جائے۔ سید محمود کی ملازمت کے بعد کالج کیلئے کئے گئے سفر کے اخراجات کی رقوم واپس کرنے کے معاملے کا سرے ہی سے وجود نہیں۔ اس کی تردید خود سرسید کے درج ذیل الفاظ سے ہوتی ہے جنہیں ان کے مستند ترین تسلیم کئے جانے والے سوانح نگار الطاف حسین حالی نے ان کی سوانح ''حیات جاوید'' میں درج کیا ہے۔

''مدرسہ چلے یا نہ چلے مگر میں اسی حالت میں مدرسہ کے لئے سفر کر سکتا ہوں جب سفر کے کل اخراجات